ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 412

Program: B.A

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس: معاشرتی وثقافتی بشریات (412) • سطح: بی اے

سمسٹر: خزاں 2026

امتحانی مشق نمبر 2 (یونٹ: 5تا9)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: 40

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

(مطالعہ وحوالہ کے لیے)

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹ پڑھیں، مفاہیم کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر جوابات اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

سوال نمبر 1: معاشرتی تنظیم میں برادری اور قبیلے کا کردار (20 نمبر)

سوال نمبر 1: معاشرتی تنظیم میں برادری اور قبیلے کے کردار کی وضاحت کریں۔ (20)

تعارف

معاشرتی تنظیم سے مراد وہ باقاعدہ ڈھانچہ ہے جس کے تحت افراد اور گروہ باہم مربوط ہو کر زندگی گزارتے ہیں اور اپنے فرائض و حقوق کی تقسیم کر کے نظم پیدا کرتے ہیں۔ انسانی تاریخ کے طویل دور میں، جب نہ ریاست مضبوط تھی، نہ تحریری قانون اور نہ جدید ادارے، انسان کو یہ نظم جن دو بنیادی اکائیوں نے فراہم کیا، وہ برادری اور قبیلہ ہیں۔ برادری رشتہ داری، زبان، پیشے یا رسم و رواج کی بنیاد پر قائم چھوٹی سماجی اکائی ہے اور قبیلہ اس سے بڑا وہ گروہ ہے جو مشترک نسب، علاقے اور سردار کی قیادت کے احساس سے جڑا ہوتا ہے۔

اس جواب میں پہلے برادری اور قبیلے کے مفاہیم واضح کیے جائیں گے، پھر معاشرتی تنظیم میں ان دونوں کے کردار کو سیاسی، معاشی، سماجی اور ثقافتی شعبوں کے حوالے سے الگ الگ بیان کیا جائے گا۔ آخر میں اس کا جائزہ لیا جائے گا کہ جدید ریاست اور شہری زندگی کے باوجود یہ ادارے خصوصاً پاکستان جیسے معاشروں میں آج بھی کس طرح مؤثر ہیں۔

برادری اور قبیلہ: مفہوم اور خصوصیات

برادری عموماً ان خاندانوں کا مجموعہ ہوتی ہے جو حقیقی یا خیالی مشترک نسب رکھتے ہوں، ایک علاقے یا محلے میں رہتے ہوں، رسم و رواج اور پیشے میں مشترک ہوں اور باہمی معاملات میں ایک دوسرے کے معاون ہوں۔ پنجاب کی برادریاں، جاٹ، راجپوت، آرائیں وغیرہ، اس کی واضح مثالیں ہیں، جہاں شادی بیاہ، غمی خوشی اور سیاسی فیصلے تک برادری کی رائے سے متاثر ہوتے ہیں۔ برادری کی بنیاد اگرچہ نسب ہوتی ہے، لیکن اس کا اصل رشتہ عملی ہے: عزت، حمیت اور اجتماعی شناخت اسی سے وابستہ ہوتی ہے۔

قبیلہ برادری سے بڑی اور منظم اکائی ہے۔ ماہرین قبیلے کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ یہ خاندانوں اور برادریوں کا وہ مجموعہ ہے جس کا اپنا نام، اپنی زبان یا بولی، اپنی ثقافت، اپنا مخصوص علاقہ اور اکثر اپنا سیاسی نظم یعنی سردار یا قبائلی جرگہ ہوتا ہے۔ پشتون، بلوچ اور افریقہ و امریکہ کے بے شمار قبائل اسی صورت کی مثالیں ہیں۔ قبیلے کے افراد خود کو ایک ہی جد کی اولاد سمجھتے ہیں، چاہے یہ نسب تاریخی طور پر ثابت ہو یا نہ ہو۔ اسی مشترک نسب کے احساس نے قبیلے کو دنیا کے قدیم ترین اور پائیدار ترین سماجی ڈھانچوں میں شامل کر دیا ہے۔

معاشرتی تنظیم میں برادری کا کردار

برادری کا پہلا کردار سماجی تحفظ اور باہمی امداد کا ہے۔ مصیبت، بیماری، موت یا شادی کے موقع پر برادری کے افراد مالی اور عملی تعاون کرتے ہیں، یتیموں اور بیواؤں کا سہارا بنتے ہیں اور فرد کو تنہائی کے احساس سے بچاتے ہیں۔ دوسرا کردار سماجی کنٹرول کا ہے: برادری کی رائے، بزرگوں کی ملامت اور بدنامی کا خوف افراد کو معمولات کی پابندی پر مائل رکھتا ہے اور اکثر دستوری قانون سے زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ تیسرا کردار سماجی و ثقافتی تسلسل کا ہے؛ رسم و رواج، پیشے کی مہارت اور اقدار برادری ہی کے ذریعے نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں اور بچے کی سماجی تربیت کا پہلا مدرسہ بھی یہی ہوتی ہے۔

برادری سیاسی اور معاشی میدان میں بھی نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ بلدیاتی اور قومی انتخابات میں برادری کا اجتماعی فیصلہ نتیجہ بدل دیتا ہے، اسی لیے پاکستانی سیاست میں "برادری ازم" ایک مستقل حقیقت ہے۔ معاشی لحاظ سے برادری کے اندر قرض، روزگار کی رہنمائی اور کاروباری شراکت کے مواقع مل جاتے ہیں۔ تاہم برادری کے کچھ منفی پہلو بھی ہیں، جیسے ذات پات کی تفریق، پیشے کی جبری وراثت اور رشتہ کی خلاف ورزی، جن پر تنقید بھی کی جاتی ہے۔ مجموعی طور پر برادری فرد اور وسیع معاشرے کے درمیان پل ہے جو اسے شناخت بھی دیتی ہے اور تحفظ بھی۔

معاشرتی تنظیم میں قبیلے کا کردار

قبیلے کا سب سے بڑا کردار سیاسی تنظیم کا ہے۔ ریاست کی عدم موجودگی میں قبیلہ اپنے افراد کے لیے حکومت کا نعم البدل ہوتا ہے: سردار یا ملک قیادت کرتا ہے، جرگہ یا پنچائیت تنازعات نمٹاتی ہے، روایتی قانون، جیسے پشتون ولی، عمل میں آتا ہے، اور دفاع کی ذمہ داری بھی قبیلہ ہی نبھاتا ہے۔ زمین، پانی اور چراگاہوں جیسے وسائل کی تقسیم قبائلی رسم کے تحت ہوتی ہے اور فرد کے حقوق و فرائض کا تعین بھی اسی نظام سے ہوتا ہے۔ یوں قبیلہ بیک وقت ریاست، عدلیہ اور انتظامیہ کا کردار ادا کر رہا ہے۔

معاشی و ثقافتی شعبے میں بھی قبیلے کا کردار گہرا ہے۔ قبائلی معیشت میں پیداوار اور تبادلہ زیادہ تر قبیلے کے اندر اور اس کی رسموں کے تحت ہوتا ہے، شادی اور رشتہ داری کے اصول قبائل کو آپس میں جوڑ کر وسیع تر اتحاد پیدا کرتے ہیں، اور زبان، لوک ادب، موسیقی اور لباس جیسی ثقافتی وراثت کا محافظ بھی قبیلہ ہی ہوتا ہے۔ قبیلے کی مضبوط اجتماعی شناخت فرد کو فخر اور تعلق کا احساس دیتی ہے۔ البتہ قبائلی جنگیں، دشمنیاں اور ریاست سے ٹکراؤ اس کے منفی پہلو بھی رہے ہیں، جنہوں نے ترقی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کیں۔

جدول 1: برادری اور قبیلے کا تقابلی جائزہ

قبیلہ	برادری	پہلو
بڑی اور وسیع اکائی	نسبتاً چھوٹی اکائی	حجم
مشترک نسب، علاقہ اور قیادت	رشتہ داری، پیشہ، علاقہ	بنیاد
سردار، ملک یا جرگہ باقاعدہ	بزرگوں کی غیر رسمی رائے	قیادت
سیاسی نظم، دفاع اور قانون	باہمی امداد اور سماجی کنٹرول	اہم کردار

پشتون، بلوچ قبائل	جاٹ، راجپوت، آرائیں برادریاں	مثال

جدید دور میں برادری و قبیلے کی صورت

جدید ریاست، تعلیم، شہری کاری اور میڈیا نے برادری اور قبیلے کی گرفت کو کمزور کیا ہے، لیکن ختم نہیں کیا۔ شہروں میں قبائلی نظام کمزور ہوا مگر برادری کی بنیاد پر سیاسی و سماجی تنظیمیں نئی صورتوں میں زندہ رہیں؛ پاکستان کے قبائلی علاقوں کے انضمام کے بعد بھی جرگہ اور سردار کا سماجی اثر باقی ہے۔ بشریاتی مطالعہ بتاتا ہے کہ یہ ادارے اس لیے برقرار ہیں کہ یہ انسان کی بنیادی ضرورتوں، تعلق، تحفظ اور شناخت، کو پورا کرتے ہیں۔ ریاست اگر ان ضرورتوں کے بہتر متبادل فراہم کر دے تو ان کی روایتی صورت بدل جاتی ہے، لیکن اجتماعی زندگی کی یہ بنیادی شکلیں ہمیشہ کسی نہ کسی روپ میں موجود رہتی ہیں۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ برادری اور قبیلہ معاشرتی تنظیم کے وہ بنیادی ستون ہیں جنہوں نے ریاست و جدید اداروں سے پہلے بھی اور ان کے بعد بھی انسانی سماج کو نظم، تحفظ، شناخت اور ثقافتی تسلسل فراہم کیا۔ برادری چھوٹے پیمانے پر امداد و کنٹرول کا ذریعہ ہے اور قبیلہ بڑے پیمانے پر سیاسی و معاشی نظم کا۔ ان کی خوبیوں کو برقرار رکھ کر اور کمزوریوں کو اصلاح کے ذریعے دور کر کے ہی متوازن معاشرتی تنظیم قائم کی جا سکتی ہے۔

سوال نمبر 2: کارِ منصب کا مفہوم، اہمیت اور ضرورت (20 نمبر)

سوال نمبر 2: کار منصب کا مفہوم، اس کی اہمیت و ضرورت بیان کریں۔ (20)

تعارف

ہر معاشرے میں ہر فرد کو کوئی نہ کوئی مقام حاصل ہوتا ہے اور اس مقام کے ساتھ مخصوص فرائض، حقوق اور متوقع رویے جڑے ہوتے ہیں۔ عمرانیات میں اس مقام کو منصب اور اس مقام سے وابستہ فرائض کی انجام دہی کو کارِ منصب کہا جاتا ہے۔ استاد کا پڑھانا، والدین کی اولاد کی پرورش، ڈاکٹر کا علاج اور سردار کی قیادت، یہ سب اپنے اپنے منصب کا کار ہے۔ اگر افراد اپنے کارِ منصب سے غافل ہو جائیں تو خاندان سے لے کر ریاست تک ہر ادارہ بکھر جاتا ہے۔

اس جواب میں کارِ منصب کا مفہوم اور اس کی تعریفیں پیش کی جائیں گی، منصب کی اقسام واضح کی جائیں گی، اور پھر اس کی اہمیت و ضرورت کو تفصیل سے روشنی ڈالی جائے گی کہ کارِ منصب کی اہمیت اور ضرورت انسانی معاشرتی زندگی کے لیے آخر کس بنیاد پر ہے۔ ساتھ ہی کارِ منصب کے تقاضے پورے نہ ہونے سے پیدا ہونے والے مسائل اور کرداروں کے تصادم کا بھی ذکر کیا جائے گا۔

منصب اور کارِ منصب کا مفہوم

منصب، انگریزی Status، سے مراد وہ سماجی مقام ہے جو معاشرہ کسی فرد کو عطا کرتا ہے یا جو فرد اپنی محنت سے حاصل کرتا ہے۔ رالف لنٹن نے منصب کو حقوق و فرائض کا مجموعہ قرار دیا اور اس کے مقابل "کردار" کو اس کا عملی پہلو کہا: جب فرد اپنے منصب کے فرائض کو عملاً ادا کرتا ہے تو وہ کارِ منصب انجام دیتا ہے۔ مثال کے طور پر "والد" ایک منصب ہے، جب کہ اولاد کی کفالت، تربیت اور حفاظت اس منصب کا کار ہے۔ اسی طرح "استاد" منصب اور پڑھانا اس کا کار ہے۔ یوں منصب ساکت حیثیت اور کارِ منصب اس کا متحرک، عملی روپ ہے۔

ہر منصب کے کار کے بارے میں معاشرے کی توقعات پہلے سے طے شدہ ہوتی ہیں، جنہیں رسم ورواج، اقدار اور قانون کی شکل دی جاتی ہے۔ انہی توقعات کی وجہ سے ہم پیشگی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ قاضی، سپاہی یا دکاندار کس صورت حال میں کیا کرے گا۔ فرد عموماً بیک وقت کئی مناصب رکھتا ہے: وہ بیٹا بھی ہے، شوہر بھی، ملازم بھی اور شہری بھی، اور ہر منصب کا اپنا الگ کار اس پر لازم آتا ہے۔ معاشرتی تنظیم کا حسن اسی میں ہے کہ یہ سارے کار ایک دوسرے سے ٹکرائے بغیر ادا ہوتے رہیں۔

جدول 2: منصب کی اقسام

مثالیں	تعریف	قسم
بیٹا، شہزادہ، برادری کا رکن	جو پیدائش یا سماجی سبت سے خود حاصل ہو جائے	تفویض کردہ منصب
استاد، ڈاکٹر، مینیجر، منتخب نمائندہ	جو فرد محنت اور قابلیت سے پائے	حاصل کردہ منصب
پیشہ یا سماجی طبقہ	وہ مرکزی منصب جو باقی حیثیتوں کو رنگ دیتا ہے	بنیادی منصب

کارِ منصب کی اہمیت و ضرورت

کارِ منصب کی پہلی اہمیت یہ ہے کہ اس سے معاشرتی نظم قائم ہوتا ہے۔ جب ہر فرد اپنا فریضہ ادا کرتا رہے تو ادارے بنتے بھی ہیں اور چلتے بھی ہیں: اسکول اس لیے چلتا ہے کہ استاد پڑھاتا ہے، عدالت اس لیے کہ جج انصاف کرتا ہے اور خاندان اس لیے کہ والدین کفالت کرتے ہیں۔ دوسری اہمیت رویے کی پیش گوئی ہے؛ منصب و کار کے طے شدہ سانچے زندگی کو سہل بنا دیتے ہیں، ہمیں ہر ملاقات میں از سرِ نو قواعد نہیں بنانے پڑتے۔ تیسری اہمیت تقسیمِ کار کی ہے: مختلف مناصب کے کار مل کر معاشرے کی ساری ضرورتوں، تعلیم، صحت، دفاع، پیداوار وغیرہ، کو پورا کرتے ہیں، کوئی فرد اکیلا یہ سب نہیں کر سکتا۔

کارِ منصب فرد کی شخصیت اور ذمہ داری کی تربیت بھی کرتا ہے۔ کار کی ادائیگی پر ملنے والی عزت، ترقی اور تعریف فرد کو محنت کی ترغیب دیتی ہے اور سماجی حیثیت بھی اسی سے ملتی ہے۔ اس کے برعکس کار سے غفلت پر بدنامی، سزا اور منصب سے محرومی کا نظام سماجی کنٹرول کا مؤثر ذریعہ ہے۔ ریاست و حکومت کی سطح پر بھی کارِ منصب ہی کی تکمیل نظام چلاتی

ہے؛ آئین اور قوانین دراصل اعلیٰ مناصب کے کار کی تحریری صورت ہیں۔ یوں کارِ منصب محض اصطلاح نہیں بلکہ پوری عمرانی زندگی کی ریڑھ کی ہڈی ہے، جس کی ضرورت بچے کی پہلی تربیت سے لے کر عالمی اداروں تک ثابت ہے۔

کارِ منصب کے مسائل: تصادم اور کشمکش

کارِ منصب کی زندگی ہمیشہ ہموار نہیں ہوتی۔ جب ایک ہی فرد کے [illegible] کے تقاضے آپس میں ٹکرا جائیں تو کردار کا تصادم پیدا ہوتا ہے؛ مثلاً افسر کے لیے عزیز کی سفارش خاندانی منصب کا تقاضا ہے، مگر اس کے سرکاری کارِ منصب کی خلاف ورزی ہے۔ [illegible] ایک ہی کار کی متضاد توقعات کردار کی کشمکش پیدا کرتی ہیں: استاد سے طلبہ نرمی چاہتے ہیں اور انتظامیہ سختی۔ ان تصادمات کو کم کرنے کے لیے معاشرے ترجیحات کے اصول، اخلاقی ضابطے اور قوانین بناتے ہیں۔ ان مسائل کو سمجھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ جدید پیشہ ورانہ اخلاقیات، دفتری ضابطے اور شفافیت کے نظام دراصل کارِ منصب ہی کو پر تصادم بنانے کی کوششیں ہیں۔

کارِ منصب کی تکمیل اور سماجی شخصیت

کارِ منصب کی تکمیل کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ یہ فرد کے لیے سماجی تربیت کا ذریعہ بنتی ہے۔ بچہ گھر میں بیٹے یا بیٹی کے منصب سے اپنے پہلے کار سیکھتا ہے، اسکول میں طالب علم کے کار سے نظم و وقت کی پابندی سیکھتا ہے، اور عملی زندگی میں اپنے پیشہ ورانہ کار سے مہارت اور امانت داری حاصل کرتا ہے۔ ہر مرحلے پر بحسن و خوبی ادا کیا گیا کار اس کی شخصیت میں اعتماد پیدا کرتا ہے اور معاشرے میں اس کا اعتبار بڑھاتا ہے۔ اس کے برعکس جو فرد اپنے کار سے مسلسل گریز کرتا ہے وہ رفتہ رفتہ اپنے منصب کی عزت بھی کھو دیتا ہے، چاہے وہ منصب اسے وراثت میں ملا ہو یا اس نے قابلیت سے حاصل کیا ہو۔

یاد رکھنا چاہیے کہ کارِ منصب صرف فرائض کا نام نہیں، اس کے ساتھ حقوق بھی جڑے ہوتے ہیں۔ استاد کا کار پڑھانا ہے تو اس کا حق عزت اور مناسب معاوضہ ہے؛ مزدور کا کار محنت ہے تو اس کا حق اجرت اور تحفظ ہے۔ معاشرہ جب تک فرائض اور حقوق کے اس توازن کو برقرار رکھتا ہے، کارِ منصب کی تکمیل بخوشی ہوتی ہے۔ جب یہ توازن بگڑ جائے،

یعنی فرائض بڑھا دیے جائیں اور حقوق چھین لیے جائیں، تو محرومی، بدعنوانی اور ادارہ جاتی زوال جنم لیتا ہے۔ اسی لیے فلاحی ریاستوں میں کار کے تحفظ کے قوانین اور شکایات کے نظام کو کارِ منصب ہی کی عملی تکمیل سمجھا جاتا ہے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ کارِ منصب سے مراد کسی سماجی مقام یا منصب سے وابستہ فرائض کی عملی انجام دہی ہے، جس کی توقعات معاشرہ پہلے سے طے کرتا ہے۔ اس کی اہمیت و ضرورت اس میں ہے کہ یہی نظام سماجی نظم، رویے کی پیش گوئی، تقسیم کار، شخصیت و ذمہ داری کی تربیت اور سماجی کنٹرول کو ممکن بناتا ہے۔ جس معاشرے میں افراد اور ادارے اپنے کارِ منصب کو ایمانداری سے ادا کریں، وہی معاشرہ ترقی اور استحکام کی راہ پر گامزن رہتا ہے۔

USMAN NOTES www.usmannotes.com

سوال نمبر 3: معاشرتی درجہ بندی پر مختلف ماہرین کے نظریات (20 نمبر)

سوال نمبر 3: معاشرتی درجہ بندی کے بارے میں مختلف ماہرین کے نظریات بیان کریں۔ (20)

تعارف

دنیا کا کوئی معاشرہ ایسا نہیں جہاں سارے انسان بالکل برابر ہوں۔ ہر جگہ دولت، طاقت، عزت اور موقع کی بنیاد پر افراد اور گروہ اونچے اور نیچے مرتبوں میں تقسیم نظر آتے ہیں، اور اسی تقسیم کو معاشرتی درجہ بندی یا Social Stratification کہا جاتا ہے۔ یہ درجہ بندی کہیں ذات کی سخت دیواروں کی صورت میں ہوتی ہے، کہیں طبقوں کی نرم صورت میں، اور اس کے اسباب و اثرات پر ماہرین میں اختلاف بھی ہے کہ یہ ناانصافی ہے یا معاشرے کی ضرورت۔

اس جواب میں معاشرتی درجہ بندی کا مفہوم واضح کرنے کے بعد چار اہم نقطہ ہائے نظر پیش کیے جائیں گے: کارل مارکس کا طبقاتی نظریہ، میکس ویبر کا سہ جہتی نظریہ، ڈیوس و مور کا فعلی نظریہ اور پیٹرم سوروکن کے خیالات۔ آخر میں تقابلی جدول اور پاکستانی معاشرے کی مثال سے ان نظریات کی عملی حیثیت واضح کی جائے گی۔

معاشرتی درجہ بندی کا مفہوم

معاشرتی درجہ بندی سے مراد وہ دائمی ترتیب ہے جس کے مطابق معاشرے کے افراد و گروہ عزت، دولت اور طاقت کی بنیاد پر مختلف درجوں میں بانٹے جاتے ہیں اور ہر درجے کے حقوق، مواقع اور طرزِ زندگی میں فرق ہوتا ہے۔ یہ درجہ بندی افراد کے درمیان محض ذاتی فرق نہیں ہے؛ یہ باقاعدہ سماجی ادارہ ہے جسے قوانین، رسم و رواج اور اقدار کی پشت پناہی حاصل ہوتی ہے۔ ذات پات کا نظام، جاگیرداری، سرمایہ دار و مزدور کی تقسیم اور امیر و غریب طبقے اسی درجہ بندی کی صورتیں ہیں۔ اہم سوال یہ ہے کہ یہ فرق کہاں سے آتا ہے اور آیا یہ عادلانہ و ضروری ہے۔ مختلف ماہرین نے اسی سوال کے مختلف جواب دیے ہیں۔

کارل مارکس کا طبقاتی نظریہ

کارل مارکس کے نزدیک درجہ بندی کی بنیاد صرف اور صرف معیشت، یعنی ذرائع پیداوار کی ملکیت ہے۔ ہر دور میں معاشرہ دو بڑے طبقوں میں بٹا ہوتا ہے: وہ جو زمین، کارخانوں اور سرمائے کے مالک ہیں اور وہ جو صرف اپنی محنت بیچ سکتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام میں یہ طبقے بورژوا اور پرولتاریہ ہیں۔ مالک طبقہ مزدور کی محنت کی فاضل قدر پر قبضہ کر کے امیر ہوتا ہے، اس لیے دونوں طبقوں کے مفادات میں بنیادی تصادم موجود رہتا ہے۔ مارکس کا کہنا ہے کہ یہی طبقاتی کشمکش تاریخ کی اصل محرک قوت ہے اور انجام کار مزدور انقلاب کے ذریعے غیر طبقاتی، مساوی معاشرہ قائم ہو گا۔ مارکس کے نظریے کی طاقت یہ ہے کہ اس نے معاشی عدم مساوات کے ظلم کو بے نقاب کیا، تاہم اس پر تنقید یہ ہے کہ اس نے حیثیت، مذہب، ذات اور طاقت جیسی غیر معاشی بنیادوں کو نظر انداز کر دیا۔

میکس ویبر کا سہ جہتی نظریہ

میکس ویبر نے مارکس کی توسیع بھی کی اور اس سے اختلاف بھی۔ ان کے نزدیک درجہ بندی تین الگ الگ جہتوں پر قائم ہوتی ہے: طبقہ، مرتبہ اور جماعت۔ طبقہ معاشی حیثیت ہے، یعنی منڈی میں فرد کی خرید و فروخت کی طاقت؛ مرتبہ سماجی عزت و وقار ہے، جو پیشے، ذات، خاندان یا طرز زندگی سے ملتا ہے؛ اور جماعت سیاسی طاقت ہے، یعنی فیصلوں پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت۔ یہ تینوں عموماً ساتھ چلتے ہیں، مگر ضروری نہیں: ایک مالدار تاجر معاشی طور پر اونچے طبقے میں ہو کر بھی پرانے اشرافیہ کے مقابلے میں کم مرتبہ رکھ سکتا ہے، جب کہ ایک مولوی یا استاد کم آمدن کے باوجود زیادہ عزت پاتا ہے۔ ویبر کی اس سہ جہتی وضاحت نے درجہ بندی کے مطالعے کو مارکس سے کہیں زیادہ حقیقت پسندانہ بنا دیا۔

ڈیوس و مور کا فعلی نظریہ اور سوروکن

کنگزلے ڈیوس اور ولبرٹ مور نے فعلی نقطہ نظر سے درجہ بندی کو معاشرے کی ضرورت قرار دیا۔ ان کے مطابق ہر معاشرے میں بعض مناصب زیادہ اہم اور زیادہ قابلیت و تربیت کے متقاضی ہوتے ہیں، مثلاً سرجن، انجینئر یا جج؛ ایسے مناصب پر ذہین افراد کو راغب کرنے کے لیے زیادہ انعام، آمدنی اور عزت دینی پڑتی ہے۔ پس عدم مساوات ایک

ایسا آلہ ہے جس سے معاشرہ صلاحیت کو صحیح جگہ پہنچاتا ہے۔ اس نظریے پر میلون ٹیومن وغیرہ نے تنقید کی کہ یہ موجودہ عدم مساوات کا جواز بن جاتا ہے، کیونکہ طاقتور طبقے اکثر مواقع کو اپنے بچوں کے لیے مخصوص کر لیتے ہیں اور منصب کی اہمیت اکثر اس پر قابض گروہ کی طاقت کی پیداوار ہوتی ہے۔

روسی نژاد امریکی ماہر پیٹرم سوروکن نے درجہ بندی کو تین بنیادی صورتوں، معاشی، سیاسی اور پیشہ ورانہ، میں بیان کیا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ کوئی معاشرہ کبھی کامل مساوات تک نہیں پہنچا اور نہ مکمل طور پر جامد رہا؛ درجے ہمیشہ موجود رہے، مگر ان کی اونچائی اور ان میں سے گزرنے کی گنجائش یعنی سماجی حرکت پذیری وقتاً فوقتاً بدلتی رہتی ہے۔ سوروکن کے ہاں درجہ بندی فطری ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ طبقوں کے درمیان حرکت کے راستے کھلے ہوں۔ ان خیالات کا مجموعی سبق یہ ہے کہ درجہ بندی آفاقی حقیقت ہے، اختلاف صرف اس کی توجیہ اور اس کے بارے ہوئے رویے میں ہے۔

جدول 3: درجہ بندی کے نظریات کا موازنہ

ماہر	درجہ بندی کی بنیاد	رویہ / نتیجہ
کارل مارکس	ذرائع پیداوار کی ملکیت	طبقاتی کشمکش؛ مساوات انقلاب سے
میکس ویبر	طبقہ، مرتبہ اور جماعت	درجہ بندی کثیر جہتی، معیشت تک محدود نہیں
ڈیوس و مور	مناصب کی اہمیت و ندرت	عدم مساوات معاشرتی ضرورت ہے
سوروکن	معاشی، سیاسی، پیشہ ورانہ فرق	درجہ بندی آفاقی؛ حرکت پذیری اصل سوال

پاکستانی معاشرے کی صورت حال

پاکستانی معاشرے میں درجہ بندی کی تقریباً ساری صورتیں بیک وقت ملتی ہیں: مارکس کی بیان کردہ جاگیر دار و سرمایہ دار اور ہاری و مزدور کی معاشی تفریق بھی، ویبر کے مرتبے کی علامت ذات و برادری اور خاندانی نام بھی، اور سیاسی طاقت کی تیسری جہت بھی۔ اسی لیے یہاں درجہ بندی سخت بھی ہے اور اس میں حرکت بھی مشکل ہوتی ہے۔ تعلیم، شہری پیشے اور بیرون ملک روزگار نے چند گھرانوں کو اوپر اٹھایا ہے، مگر عمومی موقع کی برابری ابھی حاصل نہیں۔ ماہرین کے چاروں نظریات یہاں جزوی طور پر درست لگتے ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ درجہ بندی ایک کثیر الجہات حقیقت ہے اور اسے کسی ایک نظریے میں قید نہیں کیا جا سکتا۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ معاشرتی درجہ بندی کے بارے میں مارکس معاشی استحصال، ویبر کثیر جہتی فرق، ڈیوس و مور معاشرتی ضرورت اور سوروکن آفاقیت و حرکت پذیری پر زور دیتے ہیں۔ یہ نظریات متصادم بھی ہیں اور باہم تکمیلی بھی۔ اجتماعی سبق یہ بنتا ہے کہ درجہ بندی کی سختی کم کرنا اور میرٹ و موقع کی راہیں سب کے لیے کھولنا ہی وہ عملی ہدف ہے جس پر ان مختلف خیالات کے حامل بھی متفق ہو سکتے ہیں۔

USMAN NOTES www.usmannotes.com

سوال نمبر4: خانہ بدوشی پر معاشرتی تغیر کے اثرات(20نمبر)

سوال نمبر4: خانہ بدوشی پر معاشرتی تغیر کے اثرات کا تفصیلی جائزہ لیں۔(20)

تعارف

خانہ بدوشی انسانی زندگی کی قدیم ترین صورتوں میں سے ایک ہے۔ چراگاہوں، پانی اور موسم کی تلاش میں نقل مکانی کرنے والے یہ گروہ صدیوں تک اپنی ایک مکمل ثقافت، معیشت اور سماجی نظام رکھتے تھے۔ لیکن پچھلی چند دہائیوں میں شہری کاری، زمین کی نجی ملکیت، سڑکوں و سرحدوں کا جال، تعلیم اور مشینی کاشت نے ان کی دنیا کو تیزی سے بدلا ہے۔ اس معاشرتی تغیر نے خانہ بدوشی کو اس کی بنیادوں سے ہلا دیا ہے اور خانہ بدوش گروہ آج دراصل دو کرب میں ہیں: پرانی زندگی چھوٹ رہی ہے اور نئی زندگی پوری طرح میسر نہیں آئی۔

اس جواب میں معاشرتی تغیر کے خانہ بدوشی پر اثرات کا تفصیلی جائزہ معاشی، سماجی، ثقافتی، سیاسی اور نفسیاتی حوالوں سے لیا جائے گا۔ جہاں تباہ کن اثرات کا ذکر ہو گا، وہیں ان مثبت تبدیلیوں کو بھی گنا جائے گا جن سے خانہ بدوشوں کے بعض طبقوں کو فائدہ پہنچا۔ آخر میں پاکستان کے خانہ بدوش گروہوں کی صورت حال اور ممکنہ پالیسی راہیں پیش کی جائیں گی۔

معاشی اثرات: پیشوں اور چراگاہوں کا بحران

معاشرتی تغیر کا سب سے سخت وار خانہ بدوش معیشت پر پڑا ہے۔ خانہ بدوشی کی بنیاد مال مویشی اور مفت چراگاہیں تھیں۔ آبادی بڑھنے سے مشترک زمینیں کاشت اور آبادی میں بدل گئیں، جنگلات و چراگاہیں حکومتی و نجی تحویل میں آ گئیں، اور قیمتی زمین پر باڑ لگ جانے سے روایتی چراہ راستے بند ہو گئے۔ اسی دوران مصنوعی دھاگے، پلاسٹک مصنوعات اور مشینی سامان نے خانہ بدوش دستکاریوں، بھیڑ بکریوں کی اون، چمڑے اور قالین وغیرہ، کی منڈی سکیڑ دی۔ نتیجہ یہ ہے کہ گڈریے، اونٹ بان اور چھپر باندھنے والے خانہ بدوش بڑی تعداد میں شہروں کے کنارے کچی آبادیوں میں یومیہ اجرت پر مزدوری کرنے پر مجبور ہیں، جہاں ان کی پرانی مہارتیں بیکار ثابت ہوتی ہیں۔

معاشی زوال صرف آمدنی کی کمی نہیں، یہ پورے طرزِ زندگی کی شکست ہے۔ مویشی صرف سرمایہ نہیں تھے؛ وہی عزت، شادی بیاہ کے لین دین اور سماجی مرتبے کا پیمانہ تھے۔ جانوروں کی کمی سے خانہ بدوش سرداروں کا اثر ختم ہوا، نوجوان نسل کے لیے روایتی پیشہ پرکشش نہ رہا، اور قرض و محتاجی نے جگہ لے لی۔ البتہ بعض گروہوں نے اسی تبدیلی سے فائدہ بھی اٹھایا: سڑک کنارے تجارت، بھیڑ بکریوں کی شہری منڈی میں فروخت اور ٹرانسپورٹ کے کام میں داخل ہو کر چند خاندان معاشی طور پر پہلے سے بہتر ہو گئے۔ تغیر ہمیشہ یکساں نہیں ہوتا، مگر مجموعی جھکاؤ مشکلات کی طرف ہی رہا ہے۔

سماجی و ثقافتی اثرات

سماجی میدان میں سب سے نمایاں اثر آبادکاری یعنی ایک جگہ بس جانے کا بڑھتا ہوا رجحان ہے۔ جہاں چند خاندان بسے، وہاں قبائلی تنظیم کمزور پڑی، سردار کی اطاعت گھٹی، اور فیصلے پنچائیت کے بجائے تھانے کچہری تک جانے لگے۔ مشترکہ خاندان ٹوٹ کر چھوٹے خاندانوں میں بٹ گیا، رشتہ داروں میں شہری طور طریقے گھلنے لگے اور شادی بیاہ کی قدیم شرائط نرم پڑ گئیں۔ خواتین کے کردار میں بھی فرق آیا: ایک طرف گھر سے باہر مزدوری نے ان کا بوجھ بڑھایا، اور دوسری طرف بس بسانے سے انہیں سہولتیں اور آواز حاصل ہونا شروع ہوئی۔

ثقافتی اعتبار سے زبان و لوک ورثے کا نقصان سب سے زیادہ افسوسناک ہے۔ خانہ بدوش گروہوں کی بولیاں، لوک گیت، داستانیں اور دستکاری کے نمونے ان کے سفر و اجتماع سے جڑے تھے؛ بکھراؤ کے بعد یہ ورثہ نئی نسل تک پہنچنے سے رکا۔ لباس اور خوراک میں شہری یکسانیت نے ان کی الگ شناخت دھندلی کر دی۔ اسی دوران مشاہدہ یہ بھی ہے کہ بعض گروہ اپنی شناخت کو جان بوجھ کر اجاگر کرنے لگے ہیں اور تہواروں و دستکاری کو سیاحت و نمائش کے ذریعے نئی زندگی ملی ہے۔ ثقافتی تغیر میں خاتمہ اور بقا کی یہ کشمکش ایک ساتھ چلتی ہے، جس کا انحصار پالیسی اور رویوں پر ہوتا ہے۔

تعلیم، صحت، سیاست اور نفسیاتی اثرات

آباد ہونے کے سب سے مثبت اثرات تعلیم اور صحت کے شعبے میں نظر آتے ہیں۔ سفر پر رہنے والے بچے اسکول سے ہمیشہ محروم رہتے تھے؛ مستقل بستی نے انہیں تعلیم کے قریب کیا اور علاج، حفاظتی ٹیکے اور صاف پانی جیسی سہولتوں تک رسائی ممکن ہوئی۔ سیاسی سطح پر ووٹر رجسٹریشن اور شناختی کارڈ نے خانہ بدوشوں کو پہلی بار شہری حقوق کی فہرست میں شامل کیا، اگرچہ زمین کے حقوق اور بستیوں کی قانونی حیثیت کا مسئلہ ابھی حل طلب ہے، اور کئی بستیاں کئی دہائیوں بعد بھی بے دخلی کے خطرے میں رہتی ہیں۔

ان تبدیلیوں کا ایک انسانی و نفسیاتی پہلو بھی ہے۔ صدیوں کی آزاد و خود مختار زندگی جب شہری سماج کے سب سے نچلے طبقے میں دھکیلے جاتے ہیں تو ان میں شناخت کا بحران، بے بسی اور احساس کمتری جنم لیتا ہے۔ بزرگ نسل اپنی گزری دنیا کو حسرت سے یاد کرتی ہے اور نوجوان نسل دونوں دنیاؤں کے درمیان اپنے آپ کو تلاش کرتی ہے۔ ماہرین بشریات کا فرض ہے کہ تغیر کے اس انسانی رخ کو پالیسی سازوں تک پہنچائیں، کیونکہ ترقی کا اصل مطلب آبادی کو ہموار کرنا نہیں بلکہ ان کی عزت و ثقافت سمیت بہتری کی طرف لے جانا ہے، انہیں مٹا کر نہیں۔

زمین، سرحدیں اور قانونی حیثیت کا مسئلہ

ایک اور اہم اثر زمین اور سیاسی حدود کے نظام سے پیدا ہوا۔ آزاد نقل مکانی کے پرانے دور میں چراگاہیں علاقوں کی موسمی مشترکہ ملکیت سمجھی جاتی تھیں، لیکن جدید ریاستوں نے زمین کی رجسٹری، اضلاع کی حدود اور بین الاقوامی سرحدیں قائم کر دیں۔ کئی خانہ بدوش گروہوں کے روایتی راستے دو ملکوں میں بٹ گئے یا فوجی و کسٹم پابندیوں کی زد میں آ گئے، جس سے ان کے موسم سرما اور موسم گرما کی چراگاہوں کے درمیان تعلق ٹوٹ گیا۔ زمین کے تحریری حقوق سے محرومی نے انہیں قانونی اعتبار سے بھی کمزور کیا، کیونکہ جس زمین پر وہ صدیوں سے قیام کرتے آئے تھے، کاغذات میں وہ کسی اور کی ملکیت ظاہر ہونے لگی۔ یہی بنیادی مسئلہ ان کی بہت سی موجودہ مشکلات کی جڑ ہے۔

نتیجہ

مجموعی جائزہ یہ ہے کہ معاشرتی تغیر نے خانہ بدوشی کی معاشی بنیادیں ہلا دیں، سماجی تنظیم کو تبدیل کر دیا، ثقافتی ورثے کو کمزور کیا، لیکن ساتھ ہی تعلیم، صحت اور شہری حقوق کے دروازے بھی کھولے۔ خانہ بدوشوں کا مستقبل اسی میں ہے کہ آبادکاری اور ترقی ان کی شرکت اور ثقافتی عزت کے ساتھ ہو: زمین و بستی کے قانونی حقوق، بچوں کی تعلیم کے لیے لچکدار انتظامات اور دستکاری و مویشی پالنے کی جدید منڈیوں تک رسائی۔ تبھی یہ تغیر تباہی کے بجائے بہتری کا نام ہو گا۔

USMAN NOTES www.usmannotes.com

سوال نمبر 5: مختصر نوٹ: معاشرتی تنظیم کے بنیادی عناصر؛ معاشرتی منصب کی اہمیت و افادیت؛ معاشرتی حرکت پذیری؛ خانہ بدوشوں کی طرز زندگی کی خصوصیات (5 + 5 + 5 + 5 نمبر)

سوال نمبر 5: مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔ 1۔ معاشرتی تنظیم کے بنیادی عناصر (5) 2۔ معاشرتی منصب کی اہمیت و افادیت (5) 3۔ معاشرتی حرکت پذیری (5) 4۔ خانہ بدوشوں کی طرز زندگی کی اہم خصوصیات (5)

تعارف

اس سوال میں چار مختصر نوٹ درکار ہیں جو اس مشق کے اہم تصورات کا احاطہ کرتے ہیں۔ پہلا نوٹ معاشرتی تنظیم کے بنیادی عناصر گنواتا ہے۔ دوسرا نوٹ معاشرتی منصب کی اہمیت و افادیت سے متعلق ہے۔ تیسرا نوٹ معاشرتی حرکت پذیری کے مفہوم کو واضح کرتا ہے، یعنی افراد و گروہوں کا ایک درجے سے دوسرے درجے تک آنا جانا۔ چوتھا نوٹ خانہ بدوشوں کی طرز زندگی کی اہم خصوصیات گنواتا ہے، جو پچھلے سوال میں بیان ہونے والے تغیر کی بحث کی تعارفی بنیاد بھی ہے۔

نوٹ 1: معاشرتی تنظیم کے بنیادی عناصر

معاشرتی تنظیم ان عناصر سے بنتی ہے جن کے بغیر منظم سماجی زندگی ممکن نہیں۔ پہلا عنصر افراد اور ان کے گروہ ہیں، کیونکہ تنظیم کا وجود ہی لوگوں سے ہے۔ دوسرا عنصر تفاعل یعنی باہمی عمل و تعلقات ہیں، جن سے افراد ایک دوسرے سے جڑتے ہیں۔ تیسرا عنصر مشترک اقدار و معمولات ہیں، جو درست اور غلط کی پہچان دے کر رویوں کو ایک رخ دیتے ہیں۔ چوتھا عنصر منصب و کردار کی تقسیم ہے، جس سے ہر فرد کو مقام اور فریضہ ملتا ہے۔ پانچواں عنصر ادارے ہیں، خاندان، تعلیم، معیشت، مذہب و سیاست، جو بنیادی ضرورتوں کو باقاعدہ انداز میں پورا کرتے ہیں۔ اور چھٹا عنصر سماجی کنٹرول ہے، جو انعام و سزا کے ذریعے اس پورے ڈھانچے کو قائم رکھتا ہے۔

ان عناصر کی باہمی ہم آہنگی ہی تنظیم کہلاتی ہے۔ اگر اقدار مشترک نہ ہوں تو انتشار ہو گا، اگر کردار غیر واضح ہوں تو ادارے ٹھپ ہو جائیں گے، اور اگر کنٹرول کا نظام کمزور ہو تو قانون ہونے کے باوجود بے امنی رہے گی۔ اسی لیے ماہرین کا کہنا ہے کہ معاشرتی تنظیم کوئی جامد ڈھانچہ نہیں، یہ باہم جڑے ہوئے عناصر کا ایک زندہ نظام ہے جس میں ایک عنصر کی تبدیلی پورے نظام کو متاثر کرتی ہے، جیسے تعلیم کے پھیلاؤ نے منصب، اقدار اور اداروں، تینوں کو بدل کر رکھ دیا۔

نوٹ 2: معاشرتی منصب کی اہمیت و افادیت

معاشرتی منصب سے مراد وہ مقام ہے جو معاشرہ فرد کو دیتا ہے، اور اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ معاشرتی زندگی کی ساری ترتیب اسی پر قائم ہے۔ منصب ہی سے فرد کی پہچان بنتی ہے: ہم کسی کو اس کے منصب سے پہچانتے ہیں، جتنی عزت دینی ہے اس کا اندازہ لگاتے ہیں، اور اسی سے توقع ہونے والے رویے کی پیش گوئی کرتے ہیں۔ منصب کی افادیت کا دوسرا پہلو فرائض کی تقسیم ہے؛ مناصب کے ذریعے کام بٹ جاتے ہیں اور ہر کام کا ذمہ دار متعین ہو جاتا ہے۔ تیسرا پہلو ترغیب کا ہے: بلند منصب کی خواہش فرد کو تعلیم، محنت اور اچھے کردار پر اکساتی ہے، یوں منصب سماجی ترقی کا انجن بھی بنتا ہے۔

منصب استحکام بھی دیتا ہے اور تبدیلی کی راہ بھی۔ تفویض کردہ مناصب، جیسے خاندانی حیثیت، روایت کو جاری رکھتے ہیں، جب کہ حاصل کردہ مناصب تبدیلی کے دروازے کھولتے ہیں اور معاشرے کی اٹھان کی خبر دیتے ہیں۔ جہاں منصب صرف پیدائش سے ملے وہاں قابلیت دب جاتی ہے، اور جہاں صرف منصب کی دوڑ ہو وہاں قدیم رشتے کمزور پڑتے ہیں۔ متوازن معاشرہ حاصل کردہ منصب کو بڑھاوا دیتا ہے مگر بزرگوں اور خدمات کے احترام جیسی ان اقدار کو بھی باقی رکھتا ہے جن کا تعلق وراثتی حیثیت سے ہوتا ہے۔

نوٹ 3: معاشرتی حرکت پذیری

معاشرتی حرکت پذیری سے مراد افراد یا گروہوں کا سماجی درجہ بندی میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک منتقل ہونا ہے۔ اس کی دو بڑی صورتیں ہیں: عمودی حرکت پذیری، جس میں فرد اوپر اٹھتا ہے، مثلاً مزدور کا بیٹا افسر بن جائے، یا نیچے گرتا ہے؛ اور افقی حرکت پذیری، جس میں درجہ بدلے بغیر مقام بدلتا ہے، جیسے کلرک ایک دفتر سے دوسرے

دفتر چلا جائے یا کسان ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں منتقل ہو جائے۔ سوروکن نے اس موضوع کا باقاعدہ مطالعہ کیا اور لکھا کہ کوئی معاشرہ نہ مکمل بند ہوتا ہے نہ مکمل کھلا؛ فرق صرف راستوں کی گنجائش کا ہوتا ہے۔

حرکت پذیری کی اہمیت یہ ہے کہ یہ قابلیت کو راستہ دیتی ہے اور معاشرے میں انصاف کا احساس پیدا کرتی ہے۔ تعلیم، امتحانی نظام، شہری پیشے اور ہجرت اس کے بڑے ذرائع ہیں۔ جہاں حرکت کے راستے بند ہوں وہاں صلاحیت ضائع ہوتی ہے اور frustrated طبقہ سماجی کشمکش پیدا کرتا ہے۔ جدید جمہوری معاشروں کی کامیابی کا راز بڑی حد تک اسی میں ہے کہ انہوں نے تعلیم و مقابلے کے ذریعے حرکت پذیری کو تیز کیا۔ پاکستان میں میٹرک اور اعلیٰ تعلیم اور سرکاری ملازمت کے مقابلہ جاتی امتحانات نچلے طبقوں کے بچوں کے لیے اوپر اٹھنے کی قابل ذکر سیڑھی ثابت ہوئے ہیں۔

نوٹ 4: خانہ بدوشوں کی طرز زندگی کی اہم خصوصیات

خانہ بدوشوں کی طرز زندگی کی پہلی خصوصیت مستقل نقل مکانی ہے؛ وہ مویشیوں کی چراگاہ، پانی اور موسم کے تقاضوں کے تحت سال بھر مقررہ راستوں پر سفر کرتے ہیں۔ دوسری خصوصیت ان کی معیشت ہے، جو مال مویشی، ان کی مصنوعات اور جزوی دستکاری و تبادلے پر قائم ہوتی ہے۔ تیسری خصوصیت رہائش کی عارضی صورت ہے: خیمے، چھپر یا جھونپڑیاں جو جلد سمیٹی اور نصب کی جا سکیں۔ چوتھی خصوصیت مضبوط قبائلی تنظیم اور رشتہ داری کا جال ہے، جس میں سردار کی قیادت، مشترکہ امداد اور اجتماعی فیصلے زندگی کو منظم رکھتے ہیں۔ پانچویں خصوصیت لباس، خوراک اور لوک ثقافت کی انفرادیت ہے، جو انہیں بستی نشین معاشروں سے الگ شناخت دیتی ہے۔

اس طرز زندگی کا گہرا رخ فطرت سے ہم آہنگی اور خود کفالت کا ہے۔ خانہ بدوش ماحول کے ماہر ہوتے ہیں، موسم، راستے اور جانوروں کی نبض پہچانتے ہیں، اور کم وسائل میں گزارا ان کی صبر و قناعت کی روایت ہے۔ ان کی زندگی میں تحریری قانون کے بجائے روایت اور جماعتی دباؤ قوانین کا کردار ادا کرتا ہے۔ اگرچہ یہ طرز زندگی جدید سہولتوں سے محروم ہے، مگر اس میں آزادی، خاندانی گرم جوشی اور فطرت کے قریب ہونے کی وہ خصوصیات ہیں جن کی روح آج کے انسان کو بھی متاثر کرتی ہے۔ اسی توازن کے ساتھ ان خصوصیات کو سمجھنا بشریاتی مطالعے کا تقاضا ہے۔

نتیجہ

ان چار نوٹوں سے واضح ہوتا ہے کہ معاشرتی تنظیم افراد، تفاعل، اقدار، مناصب، اداروں اور کنٹرول کے باہمی جال سے بنتی ہے؛ منصب اس جال میں ہر فرد کو مقام و ترغیب دیتا ہے؛ حرکت پذیری اس نظام کو جمود سے بچا کر قابلِ سمجھ رستے کھولتی ہے؛ اور خانہ بدوش طرزِ زندگی اسی نظام کی ایک قدیم، سادہ اور فطرت سے ہم آہنگ صورت ہے۔ یہ تصورات مل کر معاشرتی تنظیم کے مطالعے کی مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

USMAN NOTES www.usmannotes.com